آذر بائیجان اور تنظیم برائے یورپی تعاون و سلامتی

دسمبر ۱۹۹۶ء میں پرتگال کے شہر لسبن میں منعقدہ تنظیم برائے یورپی سلامتی و تعاون (OSCE) کے سربراہی اجلاس میں جاری کیے گئے اعلامیے میں بالآخر اس بات کو تسلیم کرلیا گیا ہے کہ نگورنو کارا باخ کا علاقہ آذر بائیجان کا لازمی حصّہ ہے۔ آذر بائیجان کے صدر حیدر علیف نے تنظیم کے اس فیصلے کو مثبت اقدام قرار دیا ہے۔ اُنھوں نے سفارتی حمایت کے لیے ترکی کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔

نگورنو کارا باخ آذر بائیجان میں واقع ہے جہاں کی آبادی میں آرمینیائی باشندوں کو اکثریت حاصل ہے۔ ۱۹۸۸ء میں نگونو کارا باخ نے یک طرفہ طور پر آرمینیا میں شامل ہونے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ آذر بائیجان نے جوابی اقدامات کرتے ہوئے علاقے کی ناکہ بندی کرلی تھی۔ نگورنو کارا باخ کے باغیوں کی مدد کے لیے آرمینیا بھی جنگ میں کود پڑا۔ آذری اس اچانک حملہ کے لیے تیار نہ تھے چنانچہ وہ اس حملے کی تاب نہ لاسکے اور بوسنیا ہرزیگوینا کے باشندوں کی طرح وہ بھی آرمینیا کی جارحیّت کا شکار ہونے لگے۔ تاآں کہ مئی ۱۹۹۴ء میں ایک عارضی سمجھوتے کے ذریعے جنگ بندی مؤثر ہوگئی۔ تاہم بنیادی تنازعہ ابھی تک تصفیہ طلب ہے۔ اس ضمن میں روس اور تنظیم برائے یورپی تعاون و سلامتی [OSCE] کی مصالحتی کوششیں بھی بار آور ثابت نہ ہوسکیں۔ عام تاثر یہ ہے کہ آذر بائیجان - آرمینیا جنگ میں روس نے آرمینیا کی بھرپور مدد کی۔ اسے اسلحہ اور دیگر فوجی امداد فراہم کی۔ روسی امداد کے بل بوتے پر ہی آرمینیا آذری علاقوں اور نگورنو کارا باخ پر قابض ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

دریں اثناء ۱۹۹۳ء میں نگورنو کارا باخ نے آزادی اور خود مختاری کا اعلان کردیا۔ لیکن عالمی برادری نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔ دسمبر ۱۹۹۶ء میں لسبن میں منعقدہ OSCE کے سربراہی اجلاس میں آذر بائیجان کے مؤقف کی حمایت کی گئی۔ OSCE نے آذری مؤقف کی حمایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ نگورنو کارا باخ کو آذر بائیجان کے اندر رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ خود مختاری دی جائے۔ اگرچہ تنظیم تنازعہ کے جلد تصفیے کے لیے مزید مؤثر اقدامات کرنے میں تاہنوز ناکام رہی ہے۔ تاہم اس کی طرف سے آذر بائیجان کے اصولی مؤقف کی تائید آرمینیا کی سفارتی شکست کے مترادف سمجھی جارہی ہے۔